نشری تقریر

ڈاکٹر اسرار احمد

مطالعۂ قرآن حکیم

سورۃ التوبہ کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

سورۃ التوبہ یا سورۃ البراءۃ کے دوسرے رکوع کے مضامین کو سمجھنے کے لئے پہلے اس کے زمانۂ نزول کی تعیین لازمی ہے۔ عام طور پر لوگوں کو یہ مغالطہ لاحق ہوا ہے کہ سورۃ التوبہ تنزیل کے پہلو سے صرف تین حصّوں پر مشتمل ہے۔ یعنی پہلا حصّہ جو ابتدائی پانچ رکوعوں پر مشتمل ہے اور ذوالقعدہ ۹ھ میں حج سے متصلاً قبل نازل ہوا' دوسرا حصّہ جو ساتویں' آٹھویں اور نویں رکوعوں پر مشتمل ہے اور پہلے حصّہ سے قریباً پانچ ماہ قبل رجب ۹ھ میں سفرِ تبوک سے قبل نازل ہوا۔ اور تیسرا اور آخری حصّہ جو بقیہ سورت پر مشتمل ہے اور سفرِ تبوک سے واپسی پر نازل ہوا۔ حالانکہ بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو زمانہ نزول کے اعتبار سے پہلا حصّہ بھی دو اجزاء پر منقسم ہے۔ یعنی پہلے' چوتھے اور پانچویں رکوع کی آیات جو ذوالقعدہ ۹ھ ہی میں نازل ہوئیں اور دوسرے اور تیسرے رکوع کی آیات جن کا زمانۂ نزول صلح حدیبیہ کے بعد' لیکن فتح مکہ سے قبل کا کوئی وقت ہے۔ اس لئے کہ ان میں مشرکین کے ساتھ جس معاہدے کا ذکر ہے اس کے بارے میں داخلی شواہد کے علاوہ حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واضح اور صریح قول بھی موجود ہے کہ اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔

زمانۂ نزول کی تعیین کے بعد اب ذرا اس دَور کے حالات پر بھی نگاہ ڈال لینی چاہئے۔ ۵ھ میں غزوۂ احزاب کے فوراً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے' عرب میں حق و باطل کی کشمکش کے جس نئے دور کا آغاز ہو رہا تھا' اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرما دیا تھا کہ "یہ آخری بار تھی کہ قریش ہم پر چڑھ کر آئے۔ اب ابتداء ہماری جانب سے ہوگی!" ـــ یہی وہ "اقدامی" انداز تھا جس کا مظہر مکہ کا وہ سفر ہے جو آپ نے ۶ ہجری

© rasailojaraid.com

میں اختیار فرمایا اور جس کے نتیجے میں حرم کے جوار میں معاہدۂ حدیبیہ ضبطِ تحریر میں آیا۔ یہ معاہدہ گویا ایک علامت بن گیا اس حقیقت کے لئے کہ بالآخر قریشِ مکہ نے مسلمانوں کی قانونی و اخلاقی یا باصطلاحِ جدید دستوری حیثیت کو تسلیم کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اسے فتحِ مبین قرار دیا۔

فطری طور پر اس کا اثر عرب کے تمام قبائل پر یہ پڑا کہ اب جبکہ عرب کی سب سے بڑی قوت یعنی قریش نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں تو عافیت اسی میں ہے کہ جلد از جلد سب ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی کوئی صورت پیدا کر لیں۔ ادھر آنحضورؐ کا دستِ مبارک حالات کی نبض پر تھا اور آپ ڈیڑھ دو سال قبل ہی واضح فرما چکے تھے کہ اب مشرکین اور کفار میں قوتِ مقاومت موجود نہیں ہے۔ ان حالات میں ظاہر ہے کہ ان سے معاہدے کرنے کا مطلب یہ ہوتا کہ کفر اور شرک کو خواہ مخواہ مزید مہلت دی جائے اور اللہ کے دین کے غلبہ کی تکمیل کو بلاوجہ مؤخر کر دیا جائے۔

ادھر یہ بات بھی بادنیٰ تأمل سمجھ میں آ سکتی ہے کہ صلح جُو اور امن پسند لوگ ہر معاشرے اور جماعت میں موجود ہوتے ہیں اور بالخصوص مسلمانوں میں تو غالب اکثریت کا اسی مزاج کا حامل ہونا عین قرینِ قیاس ہے۔ ایسے حضرات کے لئے اپنی افتادِ طبع کے اعتبار سے معاہدے کی کسی بھی پیشکش کو کسی بھی حال میں، کسی بھی وجہ سے ردّ کرنا قابلِ قیاس ہوتا ہے۔ اور اصل میں یہی وہ عقدہ ہے جسے سورۃ التوبہ کے دوسرے رکوع کی آیات میں کھولا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اوّل تو شرک و توحید اور حق و باطل کے مابین بقائے باہمی (CO - EXISTENCE) کا کوئی تصور ویسے ہی خارج از بحث ہے۔ ثانیاً تم مشرکین کے الفاظ کے بجائے ان کے کردار کو دیکھو اور ان کی چکنی چپڑی باتوں پر مت جاؤ بلکہ ان کے کرتوتوں کو یاد کرو! کیا یہ وہی نہیں ہیں جنہوں نے ایڑی چوٹی کا زور حق کی راہ روکنے میں صَرف کیا۔ اور اس معاملے میں نہ کسی قرابت کا کوئی لحاظ کیا نہ قول و قرار اور عہد و ذمّہ کا۔ پھر کیا یہی نہیں ہیں جنہوں نے حضورؐ کو مکہ سے نکالا اور پھر انہیں مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بلکہ حملوں اور جنگوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ شروع کر دیا۔ اب جبکہ حالات کا پانسہ پلٹ گیا ہے تو وہ معاہدوں کی چھاؤں میں پناہ چاہتے ہیں۔ ان کے فریب میں مت آؤ اور ان سے قتال کرو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے

l.com

کفرو اعراض کی سزا تمہارے ہاتھوں دے گا۔ اور ان مسلمانوں کے قلوب کو ٹھنڈک عطا فرمائے گا جو ان کے مظالم کی چکیوں میں پستے رہے ہیں۔

آخر میں ایک مسلمانوں کی جماعت کے ففتھ کالمسٹ عنصر یعنی منافقین کے نفاق کا پردہ چاک کر دیا گیا۔ وہ جنگ و قتال سے موت کے خوف کے باعث تو گریزاں رہتے ہی تھے، اب ایک نیا مرحلۂ امتحان یہ پیش آیا کہ حق کی تلوار اب اہلِ کفرو شرک سے رشتہ داریوں، قرابتوں، محبتوں، دوستیوں اور درپردہ تعلقات کے جملہ بندھنوں کو کاٹنے کے لئے بے نیام ہوا چاہتی تھی ـــــ چنانچہ واشگاف الفاظ میں فرما دیا گیا کہ یہ امتحان تو اب سر پر آ ہی گیا ہے، اس سے گریز کی کوئی راہ موجود نہیں ہے۔ اگر کسی نے یہ سمجھا تھا کہ اس سے گزرے بغیر چھٹکارا ہو جائے گا تو یہ اس کے اپنے فہم کا قصور تھا ـــــ اس تشریح کے بعد آیات کا ترجمہ سماعت فرمایئے، ان شاء اللہ ہر لفظ خود بولتا محسوس ہو گا:

"کیسے ممکن ہے کہ مشرکین کا کوئی عہد ہو اللہ اور اس کے رسولؐ سے، سوائے ان کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا مسجدِ حرام کے قرب و جوار میں۔ تو جب تک وہ خود اس پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو، اس لئے کہ اللہ کو متقی ہی محبوب ہیں ـــــ آخر ان سے کوئی عہد ہو تو کیسے؟ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ اگر کہیں انہیں تم پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ تمہارے معاملے میں نہ کسی قرابت کا پاس کریں، نہ عہد کا۔ وہ صرف اپنی زبانوں سے تمہیں راضی کر لینا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کے دل انکاری ہیں اور ان کی اکثریت بدعہدوں پر مشتمل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات کے عوض حقیر سی قیمت قبول کر لی ہے اور اللہ کی راہ سے خود بھی محروم ہو کر رہ گئے ہیں اور دوسروں کو بھی روکنے کا باعث بنے ہیں۔ حقیقت میں بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ کسی مومن کے معاملے میں انہیں نہ کسی قرابت کا پاس رہ گیا ہے نہ قول و قرار کا لحاظ! اور کسی بھی حد سے تجاوز ان سے بعید نہیں! پھر بھی (ان پر اللہ کا یہ کرم ہے کہ) اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے۔ اور ہم اپنی آیات کی تفصیل کر رہے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جاننے کے خواہش مند ہوں۔

اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ خود اسے توڑ دیں اور تمہارے دین پر حملہ آور ہوں تو تم کفر کے ان سرخیلوں سے بھی جنگ کرو۔ ان کے باز آنے کی کوئی توقع اگر

© rasailojaraid.com

ہے تو صرف اسی صورت سے' ورنہ ان کے قول و قرار کا تو کوئی بھروسہ نہیں! تو کیا تم ہچکچاتے ہو ان لوگوں سے جنگ کرنے سے جنہوں نے اپنے سارے عہد بالائے طاق رکھ دیئے اور رسولؐ کو نکالنے کی جسارت کی' اور پھر خود ہی جنگ اور قتال کے سلسلے کا آغاز بھی کیا --- کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم واقعۃً مومن ہو تو تمہیں تو اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے۔ جنگ کرو' اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب بھی دے گا اور رُسوا بھی کرے گا۔ اور اپنی مدد کے ذریعے تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اہلِ ایمان کے ایک گروہ کا کلیجہ ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن کو دور کرے گا اور (مزید برآں) جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی مرحمت فرما دے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا بھی ہے اور حکمت والا بھی۔ کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ایسے ہی چھٹکارا مل جائے گا' حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ ظاہر ہی نہیں فرمایا کہ کون ہیں وہ لوگ جنہوں نے جہاد کا حق ادا کیا اور اللہ' اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کے سوا کسی کے ساتھ دلی دوستی کا رشتہ باقی نہ رہنے دیا --- اور اللہ باخبر ہے اس سے جو تم کر رہے ہو!" وآخر دَعوانا ان الحمدُ للّٰہ ربّ العالمین

ایک اہم تصحیح

ماہ جولائی ۹۱ء کے "حکمت قرآن" کے آخری صفحات (۶۱-۶۴) میں "رجوع الی القرآن کی تحریک کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیجئے" کے عنوان سے جناب سراج الحق سید کی تحریر کے ساتھ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا رکنیت فارم شائع ہوا ہے۔ اس رکنیت فارم کی پشت پر انجمن کے قواعد و ضوابط کے جو چند اہم نکات شائع ہوئے ہیں' ان میں دوسرے نمبر پر اراکین انجمن کے تین حلقوں --- حلقہ محسنین' حلقہ مستقل ارکان اور حلقہ عام ارکان --- کی یکمشت اور ماہانہ اعانتوں کی شرح بھی شائع ہوئی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں کہ یہاں سہوا سابقہ شرح درج ہو گئی ہے۔ اعانتوں کی موجودہ شرح وہی ہے جو شمارہ مذکورہ کے صفحہ ۶۴ پر دی گئی ہے۔ یعنی

(i)	محسنین:	یکمشت دس ہزار روپے	دو سو روپے ماہانہ
(ii)	مستقل ارکان:	یکمشت پانچ ہزار روپے	سو روپے ماہانہ
(iii)	عام ارکان:	---------	پچاس روپے ماہانہ

ادارہ حکمت قرآن اس سہو پر اپنے قارئین اور احباب سے معذرت خواہ ہے!

l.com